✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7 منٹ

الہام خدا کا فعل ہے اور بندہ کی الہام میں فضیلت اعمالِ صالحہ میں ہے

(تقریر نمبر6)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (الشمس:9-10)

کہ پس اُس کی بے اعتدالیوں اور اس کی پرہیزگاریوں (کی تمیز کرنے کی صلاحیت) کو اس کی فطرت میں ودیعت کیا۔ یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے اُس (تقویٰ) کو پروان چڑھایا۔

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اُس سے ہیں جدا
اُس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدّعا
جنّت بھی ہے یہی کہ مل یارِ آشنا

(درثمین)

معزز سامعین! ہم کچھ دنوں سے مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیسویں حصّے میں سے ہے پر گفتگو کرتے ہوئے خواب، رؤیائے صالحہ اور کشف پر سیر حاصل بحث کر آئے ہیں۔ آج الہام پر روشنی ڈالنے کے لئے مجھے مدعو کیا گیا ہے۔ الہام کے لغوی معنی دل میں کوئی بات ڈالنے یا القا کرنے کے ہیں۔ جبکہ اصطلاح میں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر کسی ظاہری واسطے یا کسب و محنت کے، اچانک کسی انسان کے دل میں نیکی، خیر یا درست سمجھ کا پیدا ہو جانا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سے پہلی اُمّتوں میں محدّثون ہوتے تھے۔ اگر میری امّت میں کوئی محدَّث ان میں سے ہے تو وہ عمر بن الخطاب ہے، ابن وہب نے کہا محدِّث اس شخص کو کہتے ہیں جس پر الہام کیا جاتا ہو۔

(أخرجه مسلم فی الصحيح، كتاب فضائل الصحابة باب من فضائل عمر، 4/1864)

ایک روایت میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے پوچھا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ مُحَدَّثٌ؟ کہ اے اللہ کے رسول! محدّث کیسے لوگ ہیں؟۔ آپؐ نے فرمایا: تَتَكَلَّمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى لِسَانِهٖ. اس کی زبان پر فرشتے بولتے ہیں۔

(طبرانی، المعجم الاوسط، 7:18، رقم: 6726)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”الہام کیا چیز ہے؟ وہ پاک اور قادر خدا کا ایک برگزیدہ بندہ کے ساتھ یا اس کے ساتھ جس کو برگزیدہ کرنا چاہتا ہے ایک زندہ اور باقدرت کلام کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔“

(اسلامی اصول فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 438-439)

پھر فرمایا:

”الہام کے تو صرف یہ معنی ہیں کہ جو کچھ دل میں ڈالا جاوے نیک ہو یا بد وہ الہام ہے اور اس میں یہ بھی ضروری نہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الفاظ ہوں مگر اس جگہ ہماری مراد الہام سے وحی الٰہی ہے اور وحی اس کو کہتے ہیں کہ خدا کا کلام مع الفاظ کسی پر نازل ہو۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 74 حاشیہ)

ایک اَور مقام پر الہام کی تشریح میں حضورؑ نے فرمایا:

” الہام خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ بندہ کی الہام میں فضیلت نہیں بلکہ اعمالِ صالحہ میں فضیلت ہے اور اس میں کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے سو نیک کاموں میں کوشش چاہیے تاکہ موجب نجات ہو۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورہ الشوریٰ صفحہ 145)

فرمایا:

”خوب یاد رکھو کہ ان خوابوں اور الہامات پر ہی نہ رہو بلکہ اعمال صالحہ میں لگے رہو بہت سے الہامات اور خواب سنیرو پھل کی طرح ہوتے ہیں جو کچھ دنوں کے بعد گر جاتے ہیں اور پھر کچھ باقی نہیں رہتا ہے۔ اصل مقصد اور غرض اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا اور بے ریا تعلق، اخلاص اور وفاداری ہے جو نرے خوابوں سے پوری نہیں ہو سکتی مگر اللہ سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہیے جہاں تک ہو سکے صدق و اخلاص و ترکِ ریا و ترکِ منہیات میں ترقی کرنی چاہیے اور مطالعہ کرتے رہو کہ ان باتوں پر کس حد تک قائم ہو۔ اگر یہ باتیں نہیں ہیں تو پھر خوابات اور الہامات بھی کچھ فائدہ نہیں دیں گے بلکہ صوفیوں نے لکھا ہے کہ اوائل سلوک میں جو رؤیا یا وحی ہو اس پر توجہ نہیں کرنی چاہیے وہ اکثر اوقات اس راہ میں روک ہو جاتی ہے انسان کی اپنی خوبی اس میں تو کوئی نہیں کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو وہ کسی کو کوئی اچھی خواب دکھاوے یا کوئی الہام کرے اس نے کیا کیا؟“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 145-146)

فرمایا:

”خدائے تعالیٰ نے انسان کو اس کے کمالات مطلوبہ تک پہنچانے کے لئے صرف جوہرِ عقل ہی عطا نہیں کیا بلکہ کشف اور الہام پانے کی قوّت بھی اُس کی فطرت میں رکھی ہے۔“

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 89)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

” خلاصہ کلام یہ ہے کہ الہام یقینی اور قطعی ایک واقعی صداقت ہے جس کا وجود افراد کاملہ اُمّت محمدیہ میں ثابت ہے اور انہیں سے خاص ہے۔ ہاں یہ سچ بات ہے کہ رسولوں کا الہام بہت ہی درخشاں اور روشن اور اجلیٰ اور قویٰ اور اصفیٰ اور اعلیٰ اور مراتبِ یقین کے انتہائی درجہ پر ہوتا ہے اور آفتاب کی طرح چمک کر ہر ایک ظلمت کو اٹھا دیتا ہے۔ مگر اولیاء کے الہاموں میں سے جب تک معانی کسی الہامی عبارت کے مشتبہ ہوں یا وہ الہام ہی مشتبہ اور مخفی ہو تب تک وہ ایک امر ظنّی ہو گا اور ولی کا الہام اسی وقت حدِّ قطع اور یقین تک پہنچے گا کہ جب ضعیف الہاموں کی قِسم میں سے نہ ہو بلکہ اپنی کامل روشنی کے ساتھ نازل ہو اور بارش کی طرح متواتر برس کر اور اپنے نوروں کو قوی طور پر دکھلا کر مہم کے دل کو کامل یقین سے پُر کر دے اور مختلف تقریروں اور مختلف لفظوں میں اُتر کر معنے اور مطلب کو بکلّی کھول دے اور عبارت کو متشابہات میں سے بکل الوجوہ باہر کر دے اور متواتر دعاؤں اور سوالوں کے وقت خود خداوند تعالیٰ ان معانی کا قطعی اور یقینی ہونا متواتر اجابتوں اور جوابوں کے ذریعہ سے بوضاحت تمام بیان فرمادے۔ جب کوئی الہام اس حدّ تک پہنچ جائے تو وہ کامل النور اور قطعی اور یقینی ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اصلاً الہام اولیاء کو قطع اور یقین کی طرف راہ نہیں۔ وہ معرفت کامل سے سخت بے نصیب ہیں۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ (الانعام:92)۔ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ۔“

(براہین احمدیہ چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 258-259 حاشیہ در حاشیہ نمبر 1)

فرمایا:

"صورت دوم الہام کی جس کا مَیں باعتبار کثرت عجائبات کے کامل الہام نام رکھتا ہوں یہ ہے کہ جب خدائے تعالیٰ بندہ کو کسی امر غیبی پر بعد دُعا اس بندہ کے یا خود بخود مطلع کرنا چاہتا ہے تو یکدفعہ ایک بیہوشی اور ربودگی اُس پر طاری کر دیتا ہے جس سے وہ بالکل اپنی ہستی سے کھویا جاتا ہے اور ایسا اُس بے خودی اور ربودگی اور بیہوشی میں ڈوبتا ہے جیسے کوئی پانی میں غوطہ مارتا ہے اور نیچے پانی کے چلا جاتا ہے۔ غرض جب بندہ اِس حالت ربودگی سے کہ جو غوطہ سے بہت ہی مشابہ ہے باہر آتا ہے تو اپنے اندر میں کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گونج پڑی ہوئی ہوتی ہے اور جب وہ گونج کچھ فرو ہوتی ہے تو ناگہاں اُس کو اپنے اندر سے ایک موزوں اور لطیف اور لذیذ کلام محسوس ہو جاتی ہے اور یہ غوطہ ربودگی کا ایک نہایت عجیب امر ہے جس کے عجائبات بیان کرنے کے لئے الفاظ کفایت نہیں کرتے۔ یہی حالت ہے جس سے ایک دریا معرفت کا انسان پر کھل جاتا ہے۔ کیونکہ جب بار بار دعا کرنے کے وقت خداوند تعالیٰ اس حالت غوطہ اور ربودگی کو اپنے بندہ پر وارد کر کے اُس کی ہر یک دُعا کا اس کو ایک لطیف اور لذیذ کلام میں جواب دیتا ہے اور ہر یک استفسار کی حالت میں وہ حقائق اُس پر کھولتا ہے جن کا کھلنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ تو یہ امر اُس کے لئے موجب مزید معرفت اور باعث عرفان کامل ہو جاتا ہے۔ بندہ کا دعا کرنا اور خدا کا اپنی الوہیت کی تجلّی سے ہر یک دعا کا جواب دینا یہ ایک ایسا امر ہے کہ گویا اسی عالَم میں بندہ اپنے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور دونوں عالَم اُس کے لئے بلا تفاوت یکساں ہو جاتے ہیں۔ جب بندہ اپنی کسی حاجت کے وقت بار بار اپنے مولیٰ کریم سے کوئی عقدہ پیش آمدہ دریافت کرتا ہے اور عرض حال کے بعد حضرت خداوند کریم سے جواب پاتا ہے۔ اسی طرح کہ جیسے ایک انسان دوسرے انسان کی بات کا جواب دیتا ہے اور جواب ایسا ہوتا ہے کہ نہایت فصیح اور لطیف الفاظ میں بلکہ بھی کسی ایسی زبان میں ہوتا ہے کہ جس سے وہ بندہ ناآشنا محض ہے اور کبھی امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے کہ جو مخلوق کی طاقتوں سے باہر ہیں اور کبھی اس کے ذریعہ سے مواہب عظیمہ کی بشارت ملتی ہے اور منازل عالیہ کی خوشخبری سنائی جاتی ہے اور قرب حضرت باری کی مبارکبادی دی جاتی ہے اور کبھی دنیوی برکتوں کے بارے میں پیشگوئی ہوتی ہے تو ان کلمات لطیفہ وبلیغہ کے سننے سے کہ جو مخلوق کی قوّتوں سے نہایت بلند اور اعلیٰ ہوتے ہیں۔ جس قدر ذوق اور معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اُس کو وہی بندہ جانتا ہے جس کو یہ نعمت عطا ہوتی ہے۔ فی الحقیقت وہ خدا کو ایسا ہی شناخت کر لیتا ہے جیسے کوئی شخص تم میں سے اپنے پکے اور پرانے دوست کو شناخت کرتا ہے اور یہ الہام اکثر معظمات امور میں ہوتا ہے۔ کبھی اُس میں ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں جن کے معنے لغت کی کتابیں دیکھ کر کرنے پڑتے ہیں بلکہ بعض دفعہ یہ الہام کسی اجنبی زبان مثلاً انگریزی یا کسی ایسی دوسری زبان میں ہوا ہے جس زبان سے ہم محض ناواقف ہیں۔ اس الہام کی مثالیں ہمارے پاس بہت ہیں۔"

(براہینِ احمدیہ، روحانی خزائن جلد1 صفحہ 260-264 حاشیہ 1)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند الہامات

سامعین! اغیار کا عقیدہ ہے کہ خدا کے کلام، الہام اور وحی کا سلسلہ بند ہے جبکہ آج کے دَور میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ نے دنیا بھر میں یہ ثابت کیا کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے جو آج بھی اپنے برگزیدہ بندوں سے باتیں کرتا ہے، اپنا کلام اَور الہام اُس پر اُتارتا ہے اور وحی بھی ہوتی ہے۔ آپ ایک شعر میں اپنے اِس مؤقف کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

آپؑ نے مثال کے طور پر خود کو پیش کیا اور فرمایا۔ میرا خدا مجھ سے بولتا ہے، میرے سے باتیں کرتا ہے اور مجھ پر الہام اَور وحی بارش کی طرح نازل ہوتی ہیں۔ یہاں آپؑ کے چند الہامات کا تذکرہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے الہام، وحی اور رؤیا کے متعلق آپؑ سے یوں گریا ہوا۔

بَارَكَ اللّٰهُ فِي إِلْهَامِكَ وَوَحْيِكَ وَرُؤْيَاكَ (الہام 7 مارچ 1906ء منقول از بدر 20 ستمبر 1906ء)

یعنی اللہ نے تیرے الہام، تیری وحی اور تیری رؤیا میں برکت دی۔

فرماتے ہیں۔

1871ء (تخمیناً) تیس برس سے زیادہ عرصہ ہوا جب مَیں تپ سے سخت بیمار ہوا۔ اس قدر شدید تپ مجھے چڑھی ہوئی تھی کہ گویا بہت سے انگارے سینے پر رکھے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ اس اثنائے میں مجھے الہام ہوا۔

وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ (الحکم جلد 6 نمبر 28۔ 1902ء صفحہ 11 کالم نمبر 2)

1897ء میں مرزا یعقوب بیگ صاحب نے جو میڈیکل کالج میں پڑھتے تھے ڈاکٹری کا امتحان دیا۔ اور حضورؑ نے ان کے لیے دعا کی تو الہام ہوا: ”تم پاس ہو گئے ہو“۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ یعقوب بیگ کامیاب ہو جائے گا اور ایسا ہی واقعہ ہوا کہ یہ نوجوان بڑی خوبی سے پاس ہوا اور لاہور کے ہی میڈیکل کالج میں ہاؤس سرجن مقرر رہا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے دائر کئے گئے مقدّمے میں باعزّت بریّت ہے۔ جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے قبل از وقت آپؑ کو بتا دیا تھا کہ ایسا مقدمہ ہونے والا ہے اور پھر یہ اطلاع بھی دے دی تھی کہ ”آخر بریّت ہے“۔ اس نشان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقۃ الوحی میں 162ویں نشان کے طور پر لکھتے ہیں:

”جب میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے خون کا مقدمہ دائر ہوا اِس مقدمہ کے بارے میں ایک تو یہ نشان تھا کہ خدا نے اس مخفی بلا سے پہلے مجھے اطلاع دی کہ ایسا مقدمہ ہونے والا ہے اور پھر یہ بھی اطلاع دے دی کہ آخر بریّت ہے اور جب اس پیشگوئی کے مطابق جب وہ بلا ظاہر ہو گئی اور ڈاکٹر مارٹن کلارک نے میرے پر خون کا مقدمہ دائر کر دیا اور گواہوں نے ثبوت دے دیا اور مقدمہ کی صورت خطرناک ہو گئی تو مجھے الہام ہوا۔ مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلّت اور اہانت۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا اتفاق ہوا کہ مخالفوں میں پھوٹ پڑ گئی اور عبد الحمید جو خون کا مخبر تھا اور میری نسبت یہ الزام لگاتا تھا جو مجھے خون کرنے کے لئے بھیجا ہے اُس نے دوسرے مخالفوں سے الگ ہو کر سچ سچ حالات بیان کر دیئے جس سے مَیں بَری کیا گیا اور مدعی کے ایک معزّز گواہ کو کچہری میں ذلّت اور اہانت بھی دیکھنی پڑی اور اس طرح پر یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ شکر کا مقام ہے کہ اس پیشگوئی اور بریّت کی پیشگوئی کے تین سو سے زیادہ گواہ ہیں۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 374-375)

اسی طرح ایک اَور الہام کے بارہ میں حضورؑ نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے کہ **حضور** کے بیٹے مرزا بشیر احمد صاحب کی بچپن میں آنکھیں خراب ہو گئیں اور ہر وقت پانی بہتا رہتا تھا یہاں تک کہ پلکیں بھی گر گئیں ایک لمبے عرصہ تک دیسی علاج بھی کیا اور انگریزی بھی کیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا اور تکلیف ویسی کی ویسی ہی تھی۔ جس کی وجہ سے حضورؑ کو پریشانی بھی تھی کیونکہ آنکھوں کا معاملہ تھا اگر بڑھ جاتا تو آنکھیں ضائع ہونے کا خطرہ بھی تھا جس کی وجہ سے فکر تھا۔ علاج سے بجائے فائدہ ہونے کے بیماری بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ تو حضورؑ نے اپنے بچے کے لیے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ: ”بَرَّقَ طِفْلِیْ بَشِیْرٌ“ یعنی میرے بچے بشیر کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ اس الہام کے ایک ہفتہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے بچے کو شفا دے دی اور آنکھیں بالکل تندرست ہو گئیں۔ اسی کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کہتے ہیں وہ جب چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو علاج کے ذریعہ شفا بخشے اور اگر نہ چاہے تو اسی علاج کے ذریعہ صحت نہ دے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع دی کہ بشیر کو شفا ہو گئی تو ایک ہفتہ کے اندر آرام آ گیا اور سب پریشانیاں اور فکر دُور ہو گئے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

سامعین کرام! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام اِنِّیْ حِمَی الرَّحْمٰن ہے جو 12 دسمبر 1903ء کو ہوا۔ اس عربی الہام کا ترجمہ جو ملفوظات میں درج ہے یہ ہے کہ ”مَیں خدا کی باڑ ہوں“ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”یہ خطاب میری طرف ہے۔“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعداء طرح طرح کے منصوبے کرتے ہوں گے۔ ایک شعر بھی اس مضمون کا ہے۔

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 213 ایڈیشن 1984ء)

اِس فارسی شعر کا ترجمہ یوں ہے کہ

اے وہ شخص! جو میری طرف سینکڑوں کلہاڑے لے کر دوڑ رہا ہے۔ باغبان سے ڈر کہ مَیں ایک باثمر شاخ ہوں۔

پاک محمد مصطفی نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ ربّ الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدّعا یہ ہے کہ

دی ڈیز شل کم وہن گاڈ شیل ہیلپ یو، گلوری بی ٹو دِس لارڈ، گوڈ میکر اوف ارتھ اینڈ ہیون۔

(The days shall come when God shall help you. Glory be to this Lord God maker of earth and heaven)

وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے ذوی الجلال آفرینندۂ زمین و آسمان۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 623 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

"یوم العرفات کو (یعنی بڑی عید، عید الاضحیٰ سے ایک دن پہلے) علی الصبح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بذریعہ ایک خط کے حضرت مولانا نور الدین صاحب کو اطلاع دی کہ

"مَیں آج کا دن اور رات کا کسی قدر حصّہ اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا میں گزارنا چاہتا ہوں۔ اس لئے وہ دوست جو یہاں موجود ہیں اپنا نام معہ جائے سکونت (یعنی پتہ وغیرہ کہاں رہتے ہیں) لکھ کر میرے پاس بھیج دیں تا کہ دعا کرتے وقت مجھ یاد رہے۔"

مغرب وعشاء میں حضورؑ تشریف لائے جو جمع کر کے پڑھی گئیں۔ بعد فراغت فرمایا:

"چونکہ مَیں اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ آج کا دن اور رات کا حصّہ دعاؤں میں گزاروں۔ اس لئے مَیں جاتا ہوں تا کہ تخلّفِ وعدہ نہ ہو۔" (وعدہ خلافی نہ ہو)

یہ فرما کر حضورؑ تشریف لے گئے اور دعاؤں میں مشغول ہو گئے۔ دوسری صبح عید کے دن مولوی عبد الکریم صاحب نے اندر جا کر تقریر کرنے کے لئے خصوصیت سے عرض کی۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا۔ "خدا نے ہی حکم دیا ہے" اور پھر فرمایا کہ

"رات الہام ہوا ہے کہ مجمع میں کچھ عربی فقرے پڑھو۔ مَیں کوئی اور مجمع سمجھتا تھا۔ شاید یہی مجمع ہو۔ (یعنی عید کا)"

پھر یہ بھی رپورٹس میں ہے کہ "جب حضرت اقدس عربی خطبہ پڑھنے کے لئے تیار ہوئے تو حضرت مولوی عبد الکریم صاحب اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کو حکم دیا کہ وہ قریب تر ہو کر اس خطبہ کو لکھیں۔ جب حضرات مولوی صاحبان تیار ہو گئے تو حضور نے یَاعِبَادَ اللّٰہِ کے لفظ سے عربی خطبہ شروع فرمایا۔ اثناء خطبہ میں حضرت اقدس نے یہ بھی فرمایا کہ

"اب لکھ لو پھر یہ لفظ جاتے ہیں" (یعنی ساتھ ساتھ لکھتے جاؤ۔ اگر کوئی لفظ سمجھ نہیں آیا تو ابھی پوچھ لینا)

جب حضرت اقدس خطبہ پڑھ کر بیٹھ گئے تو اکثر احباب کی درخواست پر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اس کا ترجمہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اس سے پیشتر کہ مولانا موصوف ترجمہ سنائیں، حضرت اقدس نے فرمایا کہ

"اس خطبہ کو کل عرفہ کے دن اور عید کی رات میں جو مَیں نے دعائیں کی ہیں ان کی قبولیت کے لیے نشان رکھا گیا تھا کہ اگر مَیں یہ خطبہ عربی زبان میں ارتجالاً پڑھ گیا، تو وہ ساری دعائیں قبول سمجھی جائیں گی۔ الحمد للہ کہ وہ ساری دعائیں بھی خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق قبول ہو گئیں..."

آپؑ نے یہ فرمایا اور پھر اس کا اردو میں ترجمہ شروع ہوا۔"... ابھی مولانا عبد الکریم صاحب ترجمہ سنا ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس علیہ السلام فرطِ جوش کے ساتھ سجدہ شکر میں جا پڑے۔ حضورؑ کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدہ شکر ادا کیا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر حضرتِ اقدسؑ نے فرمایا۔

"ابھی مَیں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ "مبارک" یہ گویا قبولیت کا نشان ہے۔"

(الفضل آن لائن مورخہ 17 جولائی 2021ء)

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "نزول المسیح" میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"عید اضحی کی صبح کو مجھے الہام ہوا کہ کچھ عربی میں بولو۔ چنانچہ بہت احباب کو اس بات سے اطلاع دی گئی اور اس سے پہلے مَیں نے کبھی عربی زبان میں کوئی تقریر نہیں کی تھی لیکن اس دن مَیں عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بلیغ فصیح پُر معانی کلام عربی میں میری زبان میں جاری کی جو خطبہ الہامیہ میں درج ہے۔ وہ کئی جز کی تقریر ہے جو ایک ہی وقت میں کھڑے ہو کر زبانی فی البدیہہ کہی گئی اور خدا نے اپنے الہام میں اس کا نام، نشان رکھا کیونکہ وہ زبانی تقریر محض خدائی قوّت سے ظہور میں آئی۔ مَیں ہر گز یقین نہیں مانتا کہ کوئی فصیح اور اہل علم اور ادیب عربی بھی زبانی طور پر ایسی تقریر کھڑا ہو کر کر سکے۔ یہ تقریر وہ ہے جس کے اِس وقت قریباً ڈیڑھ سو آدمی گواہ ہوں گے۔"

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 588)

”28نومبر 1885ء کی رات کو یعنی اس رات کو جو 28نومبر 1885ء کے دن سے پہلے آئی ہے۔ اس قدر شہب کا تماشا آسمان پر تھا جو مَیں نے اپنی تمام عمر میں اس کی نظیر کبھی نہیں دیکھی اور آسمان کی فضا میں اس قدر ہزارہا شعلے ہر طرف چل رہے تھے جو اس رنگ کا دنیا میں کوئی بھی نمونہ نہیں تا مَیں اس کو بیان کر سکوں۔ مجھ کو یاد ہے کہ اس وقت یہ الہام بکثرت ہوا تھا کہ وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ سو اس رَمی کو رَمیِ شہب سے بہت مناسبت تھی۔

یہ شہب ثاقبہ کا تماشہ جو 28نومبر 1885ء کی رات کو ایسا وسیع طور پر ہوا جو یورپ اور امریکہ اور ایشیاء کے عام اخباروں میں بڑی حیرت کے ساتھ چھپ گیا۔ لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ بے فائدہ تھا۔ لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ سب سے زیادہ غور سے اس تماشا کے دیکھنے والا اور پھر اس سے حظّ اور لذّت اٹھانے والا مَیں ہی تھا۔ میری آنکھیں بہت دیر تک اس تماشا کے دیکھنے کی طرف لگی رہیں اور وہ سلسلہ رَمیِ شہب کا شام سے ہی شروع ہو گیا تھا جس کو مَیں صرف الہامی بشارتوں کی وجہ سے بڑے سرور کے ساتھ دیکھتا رہا۔ کیونکہ میرے دل میں الہاماً ڈالا گیا تھا کہ یہ تیرے لئے نشان ظاہر ہوا ہے اور پھر اس کے بعد یورپ کے لوگوں کو وہ ستّارہ دکھائی دیا جو حضرت مسیحؑ کے ظہور کے وقت میں نکلا تھا۔ میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ ستّارہ بھی تیری صداقت کے لئے ایک دوسرا نشان ہے۔“

(تذکرہ جدید ایڈیشن صفحہ 104،105)

سامعین! حضور علیہ السلام طاعون کے دنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

” ان دنوں میں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ۔ اِلَّا الَّذِیۡنَ عَلَوۡا مِنۡ اِسۡتِکۡبَارٍ۔ وَاُحَافِظُکَ خَاصَّۃً۔ سَلَامٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ۔ یعنی مَیں ہر ایک ایسے انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہو گا۔ مگر وہ لوگ جو تکبّر سے اپنے تئیں اونچا کریں اور مَیں تجھے خصوصیت کے ساتھ بچاؤں گا۔ خدائے رحیم کی طرف سے تجھے سلام۔

(ب) اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تُو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہو گا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہو گا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلا دے۔ لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے۔ اس کے لئے مت دلگیر ہو۔ حکم الٰہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چار دیواری میں رہتے ہیں ٹیکا کی کوئی ضرورت نہیں۔“

(تذکرہ جدید ایڈیشن صفحہ 350,351)

”رؤیا میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے زلزلہ کا ایک دھکّہ۔ مگر مَیں نے کوئی زلزلہ محسوس نہیں کیا۔ نہ دیوار، نہ مکان ہلتا تھا۔ بعد ازاں الہام ہوا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَضُرُّ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ ھُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ۔ تَرٰی نَصۡرًا مِّنۡ عِنۡدَ اللّٰہِ وَھُمۡ یَعۡمَھُوۡنَ۔“

(تذکرہ جدید ایڈیشن صفحہ 418)

”پھر بہار آئی، خدا کی بات پھر پوری ہوئی یَسۡتَنۡبِئُوۡنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ۔ قُلۡ اِیۡ وَرَبِّیۡ۔ اِنَّہٗ الۡحَق۔“

(تذکرہ جدید ایڈیشن صفحہ 461)

(1) زمین تہہ و بالا کر دی۔ (2)۔ اِنِّیۡ مَعَ الۡاَفۡوَاجِ اٰتِیۡکَ بَغۡتَۃً۔ (3)۔ لنگر اٹھا دو“

(تذکرہ جدید ایڈیشن 463)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا ”داغِ ہجرت“۔ حضرت مصلح موعودؓ اِس کے بارے میں فرماتے ہیں:

”پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے ”داغِ ہجرت“ اور ہجرت ہمیشہ ایک مقام کی طرف ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہجرت مدینہ کی طرف کی گئی تھی اور یہاں بھی ہجرت کسی اور مقام کی طرف ہو گی۔ میری رؤیا میں بھی صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ مَیں کسی جگہ پر مرکز بناؤں گا اور قادیان کو واپس لینے کی کوشش کروں گا۔ جب یہ چیز بالکل واضح ہے تو ایک حصّہ کے بعد دوسرے حصّہ کو چھوڑ دینے کی کیا وجہ ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم ایک نیا مرکز بنائیں اور وہاں اکٹھے ہو کر قادیان کو واپس لینے کی کوشش کریں۔ پھر مصلح موعود والی رؤیا میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ مصلح موعود والی رؤیا میں مجھے دکھایا گیا تھا کہ قادیان پر حملہ ہوا ہے اور میں وہاں سے بھاگا ہوں۔“

(انوار العلوم جلد 21 صفحہ 34،35)

سامعین! مضمون کی مناسبت سے اب مَیں خلفائے احمدیت کے چند الہامات حاضرین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ قرآنی آیات کی تفسیر بذریعہ الہام کے بارے میں فرماتے ہیں:

"آج یہ جو دو آیت (سورۃ البقرہ کی آیات 155 تا 158) مَیں نے تمہارے سامنے پڑھی ہیں یہ میرے کسی خاص ارادے غور و فکر کا نتیجہ نہیں اور نہ مَیں نے کوئی تیاری قبل از وقت اس مضمون اور ان آیات کے متعلق آج جمعہ کے خطبہ میں سنانے کی کی تھی۔ وعظ کا بے شک مَیں عادی ہوں۔ مگر یہ آیتیں محض اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے دل میں ڈالی گئی ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 267)

آپؓ نے پھر فرمایا:

"مَیں اپنی جان و دل سے شہادت دیتا ہوں کہ اپنی آنکھ سے فرشتوں کو دیکھا ہے.. ان کی محبت و احسان کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے کانوں سے انہیں یہ کہتے سنا: نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا"

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 596)

حضرت مصلح موعودؓ اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تیسرا الہام جو مجھے اسی رنگ میں ہوا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد۔ وہ یہ ہے کہ اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا (سبا:14) کہ اے آل داؤد! تم اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ اس کے احکام پر عمل کرو۔ اس الہام کے ذریعہ اِعۡمَلُوۡا کہہ کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے منشاء پر پوری طرح عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور آل داؤد کہہ کر اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام سے مشابہت دی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے تھے اور ان کے بیٹے بھی تھے۔"

آپ فرماتے ہیں "مجھے یاد ہے اس وقت یہ الہام اتنے زور سے ہوا کہ کتنی دیر تک مجھ پر اس الہام کے نازل ہونے کی کیفیت تازہ رہی اور یہ الہام اتنا واضح تھا کہ باوجود یکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت فوت ہو چکے تھے جب مَیں اپنے بعض ہم عمروں سے سیر میں اس کا ذکر کر رہا تھا (تو) یکدم میرے ذہن سے آپ کی وفات کا خیال نکل گیا اور مجھے جوش پیدا ہوا کہ مَیں دوڑ کر جاؤں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جا کر اس کا ذکر کروں۔"

(خطباتِ محمود جلد 25 صفحہ 90)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے خطبہ جمعہ 18 مارچ 1966ء میں فرماتے ہیں کہ:

"گزشتہ رات مَیں نے جماعت کی ترقی اور احباب جماعت کے لئے بھی دعا کی بہت توفیق پائی۔ صبح جب میری آنکھ کھلی تو میری زبان پر یہ فقرہ تھا کہ "اِنّا دیواں گا کہ تُوں رج جاویں گا۔"

(حیات ناصر جلد اوّل صفحہ 384)

پھر آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" غیب کی بات بتانا یا کسی عاجز انسان کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو پورا کر دکھانا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کام ہے اس میں انسان کا دخل نہیں ہے۔ تو خدا اپنے وجود کا خود اعلان کرتا ہے کسی غیر کا اس کے اوپر احسان نہیں۔ وہ کہتا ہے انا الموجود وہ بے شمار زبانیں بولتا ہے۔ وہ ہر انسان کے ساتھ اس کے حالات کے مطابق اس کی ضرورت کے مطابق بات کرتا ہے۔ وہ جب میرے سے بات کرتا ہے تو جماعت کے متعلق بات کر رہا ہوتا ہے کیونکہ مَیں اور جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ دس سال پہلے مجھے اس نے کہا: وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ (الطلاق:4)۔ سپین میں تھا مَیں کہ جو اللہ پر توکّل کرے اللہ ہی کافی ہے کسی اور کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمۡرِہٖ (الطلاق:6) جو چاہتا ہے دیتا ہے وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ اور لیکن ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔ میرے ذہن میں یہ تعبیر ڈالی گئی کہ سپین میں ہم مستحکم ہو جائیں گے۔ مسجد ہمیں مل جائے گی لیکن ابھی نہیں۔ وقت آنے پر اور نو دس سال کے بعد خدا تعالیٰ نے ایسے حالات بدلے کہ وہاں مسجد کے لئے زمین مل گئی۔ وہاں مَیں نے بنیاد رکھی۔ اب تازہ اطلاع کہ وہ مسجد بن چکی ہے۔"

(خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 565)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو احمدیت کی دوسری صدی کے آغاز پر آپؒ کو مبارک الہام ہوا:

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ''

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 12 مئی 2024ء)

حضورؒ فرماتے ہیں:

'' جن دنوں پاکستان کے حالات کی وجہ سے بعض شدید کرب میں راتیں گزریں تو صبح کے وقت الہاماً بڑی شوکت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''السلام علیکم اور ایسی پیاری ایسی روشن کھلی آواز تھی اور آواز مرزا مظفر احمد کی معلوم ہو رہی تھی یعنی بظاہر جو مَیں نے سنی آواز اور یوں لگ رہا تھا جیسے وہ میرے کمرے کی طرف آتے ہوئے السلام علیکم کہتے ہوئے باہر سے ہی شروع کر دیا۔ السلام علیکم کہا اور اندر داخل ہونے سے پہلے السلام علیکم کہتے ہوئے آنے والے ہیں۔ تو اس وقت تو خیال بھی نہیں تھا کہ یہ الہامی کیفیت ہے کیوں کہ مَیں جاگا ہوا تھا پوری طرح لیکن جو ماحول تھا اس وقت اس سے تعلق کٹ گیا تھا۔ چنانچہ فوراً میرا ردّعمل ہوا کہ مَیں اٹھ کر باہر جا کر ملوں ان کو اور اسی وقت وہ کیفیت جو تھی وہ ختم ہوئی اور مجھے پتہ چلا کہ یہ تو خدا تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ السلام علیکم کا وعدہ دیا ہے بلکہ ظفر کا وعدہ بھی ساتھ عطا فرما دیا ہے کیونکہ مظفر کی آواز میں السلام علیکم پہنچانا یہ ایک بہت بڑی اور دوہری خوشخبری ہے۔''

(خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 681)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے تجربات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'' بسا اوقات مَیں کسی معاملے کے لیے دعا کرتا ہوں تو مجھے اللہ کی طرف سے اس کا حل مل جاتا ہے، اللہ تعالیٰ مجھے بتا دیتا ہے۔ یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡھِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ تیری مدد ایسے لوگ کریں گے جن پر ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے۔ مَیں نے یہ الفاظ اپنے خواب میں لکھے ہوئے دیکھے تھے اور جب مَیں بیدار ہو رہا تھا تو یہ الفاظ میری زبان پر جاری تھے۔ یہ سونے اور بیدار ہونے کی درمیانی کیفیت تھی۔ مَیں نے اس کا یہی مطلب سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نہایت غیر معمولی طریقوں سے میری مدد کرے گا۔ خلافت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے حالات میں اپنی نصرت سے نوازا لیکن خلافت کے بعد سے تو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت بے حد و حساب شامل حال ہے۔

مَیں اس وقت کافی پریشان تھا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس الہام کے الفاظ کا مفہوم سمجھا دیا اور ہمیشہ میرے لیے اسے پورا بھی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمیشہ میرے شامل حال رہی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی جناب سے ایسے لوگوں کو میری نصرت کے لئے بھیجے گا جن کے دل میں وہ خود میری نصرت کی لَو جلائے گا۔ اس طریق پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت میرے شامل حال رہتی ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 27 مئی 2021ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند الہامی دُعائیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہیں جو الہامی دعائیں ہیں۔ ان میں سے ایک دعا ہے '' رَبِّ احۡفَظۡنِیۡ فَاِنَّ الۡقَوۡمَ یَتَّخِذُوۡنَنِیۡ سُخۡرَۃً۔ اے میرے ربّ! میری حفاظت کر کیونکہ قوم نے تو مجھے ٹھٹھے کی جگہ ٹھہرا لیا۔''

(تذکرہ صفحہ 578 ایڈیشن چہارم)

پھر ستمبر 1906ء کا الہام ہے '' رَبِّ لَا تُبۡقِ لِیۡ مِنَ الۡمُخۡزِیَاتِ ذِکۡرًا۔ اے میرے ربّ! میرے لئے رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی باقی نہ رکھ۔

''(تذکرہ صفحہ 568 ایڈیشن چہارم)

'' رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ غَالِبًا عَلٰی غَیۡرِیۡ۔ اے میرے ربّ! مجھے میرے غیر پر غالب کر۔''

(بدر جلد 6 نمبر 32 مؤرخہ 8، اگست 1907ء صفحہ 4)

'' رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا طُعۡمَۃً لِّلۡقَوۡمِ الظَّالِمِیۡنَ۔ اے ہمارے رب! ہمیں ظالم قوم کی خوراک نہ بنا۔''

(تذکرہ صفحہ 684 ایڈیشن چہارم)

’’رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی،رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ،رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ،رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ،رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔‘‘

(تحفۃ بغداد، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 25)

اے میرے ربّ! مجھے دکھلا کہ تو کیونکر مردوں کو زندہ کرتا ہے، اے میرے ربّ! مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر، اے میرے ربّ! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو خیر الوارثین ہے، اے میرے ربّ! اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے ربّ! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔‘‘

’’یَارَبِّ انْصُرْ عَبْدَکَ وَاخْذُلْ اَعْدَائَکَ۔ اِسْتَجِبْنِیْ یَارَبِّ اسْتَجِبْنِیْ۔ اِلَامَ یُسْتَھْزَأُ بِکَ وَبِرَسُوْلِکَ۔ وَحَتَّامَ یُکَذِّبُوْنَ کِتَابَکَ وَیَسُبُّوْنَ نَبِیَّکَ۔ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا مُعِیْنُ۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 569)

اے میرے ربّ! اپنے بندہ کی نصرت فرما اور اپنے دشمن کو ذلیل و رسوا کر۔ اے میرے ربّ! میری دعا سن اور اسے قبول فرما۔ کب تک تجھ سے اور تیرے رسول سے تمسّخر کیا جائے گا اور کس وقت تک یہ لوگ تیری کتاب کو جھٹلاتے اور تیرے نبی کے حق میں بدکلامی کرتے رہیں گے۔ اے ازلی ابدی، اے مدد گار خدا! مَیں تیری رحمت کا واسطہ دے کر تیرے حضور فریاد کرتا ہوں۔

پھر الہام ہے ’’ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ۔ اِنَّ رَبِّیْ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ۔ اے حیّ اے قیّوم! مَیں تیری رحمت سے مدد چاہتا ہوں۔ یقیناً میرا ربّ آسمان اور زمین کا ربّ ہے۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 297 ایڈیشن چہارم)

امّتِ مسلمہ کے لئے دعا کریں کہ ’’رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ 266)

کہ اے میرے ربّ العزت! اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح فرما۔

پھر ایک ہے ’’اے ازلی ابدی خدا! مجھے زندگی کا شربت پلا۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 600۔ ایڈیشن چہارم)

پھر مئی 1906ء کا الہام ہے ’’ رَبِّ فَرِّقْ بَیْنَ صَادِقٍ وَّکَاذِبٍ۔ یعنی اے میرے خدا! صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 411 حاشیہ)

اس عشق کی گواہی صرف ان کشوف تک محدود نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی ایک روحانی رؤیا میں ایسی شہادت بھی پائی جس میں آپؑ کی نسبت براہِ راست رسولِ کریمؐ کی محبت سے بیان کی گئی۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ۔‘‘ یعنی ’’یہ وہ شخص ہے جو رسولؐ سے محبت کرتا ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 598)

سوچیے کہ ایک انسان کے لیے اس سے بڑی سند اور کیا ہو سکتی ہے کہ عالمِ غیب میں اس کی پہچان ہی یہ قرار پائے کہ یہ رسولؐ سے محبت کرتا ہے۔ دنیا کسی انسان کو اس کے عہدے سے پہچان سکتی ہے۔ اس کے علم سے پہچان سکتی ہے۔ اس کی شہرت سے پہچان سکتی ہے۔ اس کے کارناموں سے پہچان سکتی ہے۔ لیکن اگر کسی انسان کی سب سے بڑی شناخت یہ ہو کہ یہ رسولؐ سے محبت کرتا ہے تو اس سے بڑھ کر اس کے لیے کوئی اعزاز نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے لیے بھی یہی شناخت سب سے عزیز تھی۔ آپؑ نے اپنی روحانی ترقی کو اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے وابستہ کیا اور اپنی روحانی نعمتوں کو اسی درود کے فیض سے منسوب کیا۔ آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ جو تعریف اور بزرگی ایک مومن کو کشوف والہامات میں عطا ہوتی ہے اس کا حقیقی تعلق رسولِ کریمؐ کی پیروی سے ہے۔یعنی جو کچھ مومن کو عطا ہوتا ہے وہ اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ محمدؐ کی غلامی کے رنگ میں رنگا ہوا نہ ہو۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اوّل صفحات 581–580، حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک درود صرف ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ روحانی زندگی کا ایک عظیم سرچشمہ تھا۔ جہاں درود کی کثرت ہو وہاں دل بھی نرم ہوتا ہے۔ جہاں محبوب کا ذکر ہو وہاں آنکھیں بھیگتی ہیں۔ جہاں عشق اپنی انتہا کو پہنچے وہاں انسان محبوب کے فراق کا تصوّر بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے عشقِ رسولؐ کی یہی کیفیت ہمیں آپؑ کی تنہائیوں میں بھی نظر آتی ہے۔ ایک مرتبہ آپؑ مسجد مبارک میں تنہا تشریف فرما تھے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا وہ درد بھرا مرثیہ پڑھ رہے تھے جو انہوں نے رسولِ کریمؐ کی وفات پر کہا تھا۔ پڑھتے پڑھتے آپؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس وقت آپؑ نے فرمایا: ”کاش! یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔“

(سیرت طیبہ صفحات 27–28)

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡